

## قلم کار

ہم لوگ جائز تعریف کرتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں۔ شائد شرمتے بھی ہیں۔ مگر لکھاری کسی بھی سماج کا وہ حسن ہوتے ہیں، جسکے بغیر تمام معاشرے بخبر سے ہو جاتے ہیں۔ بھول جائیے کہ زندگی کی دوڑ میں شہرت، دولت اور وقتی کامیابی کس کے حصے میں آئی۔ کیونکہ یہ سب کچھ اگر اتفاق نہیں تو حسن اتفاق ضرور ہے۔ یہ بھی تھوڑی دیر کیلئے فراموش کر دیا لیے کہ ہمارے قلم کاروں کا ذہنی رخ کیا ہے۔ کون کس کے ساتھ ہے یا نہیں۔ ان تمام لوگوں کو تعصّب کی عینک کے بغیر دیکھیے۔ تھوڑی دیر کیلئے حیران رہ جائیں گے کہ ہمارے اپنے عہد میں کیسے کیسے انمول لوگ موجود ہیں۔ کوئی بھی اخبار، جریدہ یا رسالہ کسی بھی انسانی ذہن کو مقید نہیں کر سکتا۔ طالب علم کی نظر میں انسانی فکر کو دیسے ہی قید نہیں کیا جاسکتا۔ درست ہے کہ مولانا حسرت مولانا، مولانا ظفر علی خان، شورش کاشمیری فکر انگلیز لکھاری تھے۔ مگر یہ عہد بھی ذہنی صحر نہیں ہے۔ کسی بھی لکھاری کا دوسرا لکھاری سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر ایک کو اسکی فکری ساخت سے جاننا چاہیے۔ قلم کی دھار سے شعلے برآمد ہو رہے ہیں یا سرد پانی کے پُر تاثیر چشمے۔ دونوں کی اپنی اپنی جگہ کمال اہمیت ہے۔ سوچیے اگر آگ نہ ہو تو ٹھنڈی چھاؤں کا کیا لطف۔

محترم ہارون رشید کیا کمال لکھتے ہیں۔ اردو زبان کی نوک پلک سنوارنے کا کام اس شخص کے سامنے ہاتھ باندھ کھڑا ہے۔ عربی زبان کی اصطلاحوں اور جاز کے قبائل پر گہری نظر رکھنے والا قلبی مزدور ایک باکمال لکھاری ہے۔ صرف دو ملاقاتیں ہیں۔ ایک اسرار کسانہ کے ساتھ پنڈی میں، پروفیسر احمد رفیق اختر کے دفتر اور دوسری جزل (ر) جاوید کے کھانے پر۔ سادہ ہی گفتگو کرنے والا ہارون رشید جب قلم اٹھاتا ہے تو الفاظ بے بس ہو جاتے ہیں۔ فراموش کر دیجئے، کہ وہ کس زاویے سے لکھتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ کمال لکھتا ہے۔ عجیب سامر د آزاد۔

محترم عطاء الحق قاسمی کے کالموں کو پڑھیے۔ طنز و مزاح میں کون سا شخص ہے جو اس شخص کے سحر سے آزاد ہے۔ پچیس برس سے قاسمی صاحب سے معمولی سی شناسائی ہے۔ مجھے وہ ہر گز ہر گز نہیں پہچانتے۔ بہاولپور میں تعیناتی کے دوران ان سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کمشنر رنسچی بیگ برلاس ایک ادب شناس انسان تھے۔ تھوڑے سے عرصے کے بعد کوئی نہ کوئی مشاعرہ، کوئی ادبی محفل برپا کرنے میں کمال رکھتے تھے۔ اپنے عہد کے بڑے شاعر اور اس سے بھی بڑے انسان۔ انہی کی بدولت عطاء الحق قاسمی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بلکہ یہ بھی عرض کروزگا کہ انکے استاد محترم احمد ندیم قاسمی صاحب سے بھی پہلی ملاقات بہاولہور کے سرکٹ ہاؤس میں ہوئی۔ احمد ندیم قاسمی کے متعلق کیا لکھا جائے۔ اپنی ذات میں ایک اذلی عہد تھا۔ بھرپور لکھاری اور پُر تاثیر الفاظ کا شہنشاہ۔ خیر بات عطاء الحق قاسمی کی ہو رہی تھی۔ آپ ان سے سیاسی اختلاف رکھ سکتے ہیں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ مگر اپنے ذہن کے لحاظ سے قلم سے موتی پرونے کافی عطاء الحق قاسمی کے پاس بدرجہ اتم موجود ہے۔ اسے ہر طریقے سے رنج میں بنتلا کیا گیا مگر اسکے باوجود وہ لکھتا رہا اور آج بھی لکھ رہا ہے۔ پورے بر صیر کے اردو قلم کاروں پر تقدیمی نظر دوڑا یئے۔ طنز و مزاح کی آمیزش سے اس درجہ پختہ لکھنے والا نظر نہیں آیا گا۔ ایک نایاب انسان۔ جس نے دہائیوں سے اپنے آپ کو لکھنے سے جوڑا ہوا ہے۔ اگر سنجیدگی سے طنز و مزاح کی کوئی یونیورسٹی کھولی جائے تو عطاء الحق قاسمی اسکا پہلا و اس

چانسلر ضرور ہوگا۔ یہ لوگ اپنی ذات میں ہی زندگی سے بھر پورا دارے ہیں۔

نذرینا جی سے میری کوئی ملاقات نہیں۔ انکے سیاسی کالم اپنی حیثیت میں مستند ہیں۔ تجزیہ اور تجزیہ سے بھر پور حق ہے آپکو، کہ ناجی کی فکری جہت سے اختلاف کریں۔ مگر جس آسانی سے وہ مشکل سے مشکل بات لکھنے کی قدرت رکھتا ہے، بذات خود ایک حیرت کدہ ہے۔ شائد میں غلط لکھ گیا کہ نذرینا جی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ 1983 میں شناسائی ضرورتی۔ سی ایس ایس کی تیاری کر رہا تھا۔ شادمان میں ایک فلیٹ پڑھنے کیلئے لے رکھا تھا۔ اس بلڈنگ میں ناجی صاحب بھی رہ رہے تھے۔ تمیں پہلی برس پہلے کا نذرینا جی بالکل اسی طرح کا تھا، جس طرح کا آج ہے۔ فکر سے مالا مال اور حادث زندگی سے نہ گھبرا کر سانس لینے والا انسان۔ انکے کالم پاکستان کی سیاسی تاریخ ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور یا شائد اس سے بھی پہلے سے لکھنے والا قدم کرنے کیا کیا مروجع رکھی ہوئے ہوئے۔ اس کا ندازہ صرف اور صرف اسکو ہی ہو سکتا ہے۔

محترم مجیب الرحمن شامی کی طرف دیکھیے۔ اپنی فکر کے مطابق حد درجہ بھر پور لکھاری۔ پاکستان دوستی اور حب الوطنی سے مالا مال کالم نو لیں۔ ان سے بہت ہی کم ملاقاتیں ہیں۔ چند برس پہلے، ڈاکٹر نثاراء چودھری کے ایک کھانے پر اور اسکے بعد لاہور جم خانہ میں ایک لکھاری کیلئے برپا تقریب میں۔ کمال شخص ہے۔ مضبوط، ٹھوس اور سنجیدہ سوچ والا قلمی مزدور۔ وطن کی محبت میں سرشار یہ انسان ایک فکری درسگاہ ہے۔ اردو پر مکمل طور پر عبور کھنے والا شخص۔ جو مشکل سے مشکل سوال کا بھی جواب دینے کی الہیت رکھتا ہے۔ اپنی دھمن میں مست یہ شخص کمال لکھتا ہے۔ کسی بھی ڈریا خوف کے بغیر۔ بالکل علم نہیں تھا کہ انکے رانا اسلم صاحب کے سر محترم سے دیرینہ تعلق ہے۔ اسلام صاحب کے سر محترم رانا نذر الرحمن صاحب چند ہفتے پہلے جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ انکے انتقال کے بعد بتایا گیا کہ نذر الرحمن صاحب اور مجیب الرحمن شامی پرانے رفیق تھے۔ اس سے پہلے کبھی اس موضوع پر بات ہی نہیں ہوئی۔ بہر حال تعلق ہونا یا نہ ہونا مکمل طور پر بے معنی ہے۔ اصل طسم تو شامی صاحب کے قلم میں ہے۔ جو با معنی اور دلیل پر اپنے خیالات کو موتیوں کی طرح لکھنے پر قادر ہے۔ شامی صاحب بھی غضب کے قلمکار ہیں۔ اپنے عہد کا منفرد لکھاری۔

آگے بڑھیے، اور یا مقبول جان نہ صرف میراثیق میٹ ہے بلکہ انتہائی قربی دوست۔ 1984 سے اور یا کو جانتا ہوں۔ سول سو سزا کیڈمی میں قطعاً ندازہ نہیں تھا کہ اور یا چند دہائیوں بعد ایک قلمی جن بھر کرا بھرے گا۔ اور یا سے لاکھ اختلاف کریں۔ کرنا بھی چاہیے۔ فکری طور پر کئی بار انتہائی مشکل باتیں لکھ جاتا ہے۔ مگر دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے، کہ کوئی اور لکھاری اس درجہ دقيق مضامین پر لکھنے کی ہمت کر سکتا ہے جو اور یا کرتا ہے اور بیانگ دہل کرتا ہے۔ نہ ہی فکر سے مزین لکھاری آج کے دور میں بہت کم ہیں۔ کیونکہ یہ انکا عہد نہیں ہے۔ مگر اور یا بغیر کسی تردید کے مسلسل ایک مخصوص فکر کے ساتھ لکھ رہا ہے اور کمال لکھ رہا ہے۔ عرض کرو گا کہ آپ کو مکمل اختیار ہے کہ اسکے کالموں سے اختلاف کریں، مگر اسے اپنے ذہن کے حساب سے لکھنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ یہ حق اور یا خوب ادا کرتا ہے۔ آپ لکھاری اور یا کو جانتے ہوئے۔ مگر میری خوش قسمتی ہے کہ اور یا مقبول جان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ایک بے قرار شخص۔ جسکے ہر خلیہ میں بے چینی مقید ہے۔ کمال لکھتا ہے۔ کئی بار میں بھی اسکے لکھنے ہوئے سے اختلاف کرتا ہوں۔ پر یہ معمولی تی بات ہے۔ اصل میں وہ قلمی دیگل ہے جس

میں اور یا ایک مستند پہلوان ہے۔

حسن شاراکی طالم لکھاری ہے۔ سچ اور حقیقت کے تیشہ سے پھر توڑ نے والا انسان۔ چند ہفتے پہلے لندن سے ڈاکٹر طارق امین آیا ہوا تھا۔ باتوں میں ذکر ہوا، تو بتانے لگا کہ حسن شار سے انتہائی محبت کا رشتہ ہے۔ صرف ایک بار بات ہوئی۔ جب بتایا کہ میں بھی لائل پور سے تعلق رکھتا ہوں، تو حسن شار کی آواز میں مٹھاس سی آگئی۔ پنجاب یونیورسٹی میں حسن شار کے کلاس فیلو، خیاء الرحمن صاحب میرے بہنوئی ہیں۔ حسن شار سے انکی خاصی دوستی ہے۔ جب یہ دو تعلق بتائے تو حسن صاحب کی آواز میں مٹھاس کے ساتھ ساتھ ایک انسیت بھی شامل ہو گئی۔ کہنے لگے کہ کسی وقت میں ضرور آؤں۔ ملاقات بہر حال نہ ہو پائی۔ مگر لکھاریوں میں کون ہے، جو اتنی بھرپور کاٹ رکھتا ہو۔ سزا اور جزا کی منزل سے گزر جانے والے عجیب سامانوں انسان۔ اپنی زندگی اپنے تخیل کے تابع گزارنے والا شخص۔ بہت کم لوگ اس پایہ کے ہوتے ہیں کہ دوست اور دشمن اسکی بات کو بغور سنیں اور اس سے سیکھیں۔ اب تھیہ کر رکھا کہ کہ جب بھی ڈاکٹر طارق امین پاکستان آئے تو حسن شار کے ساتھ کچھ وقت گزار جائے۔ ان سے سیکھا جائے۔

جاوید چوہدری کے متعلق لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اسلیے کہ اس شخص نے کالم نگاری کو ایک ایسی نئی شناخت دی جو پہلے کسی کے بھی ذہن میں نہیں تھی۔ حقیقی واقعات کو نفس مضمون بنا کر اس اچھوتے طریقے سے لکھنا، کہ لوگ سرد ہنٹے ہیں۔ کمال کا لکھنے والا۔ ہر کالم اپنی جگہ ایک نایاب تحریر ہوتی ہے۔ آسان ترین طریقے سے مشکل ترین باتیں لکھنے کافی صرف اور صرف جاوید چوہدری کے پاس ہے۔ عجیب بات ہے کہ میں بہاؤ لپور تین برس رہا۔ مگر وہاں کبھی بھی اس بڑے آدمی سے ملاقات نہ ہو پائی۔ اتنے رکھ رکھا والا انسان ہے کہ جب بھی آپ کال کریں، مسیح کریں، سو فیصد والپی کال کرتا ہے۔ انسان دوست لکھاری ہے۔ زندگی کے مشکل ترین مرحلے طرک کے آج جس قلمی پختگی پر جاوید چوہدری کھڑا ہوا ہے، اس پر تبصرہ آنے والا وقت ہی کریگا۔ اس شخص نے کالم نویسی کو اس طرح تبدیل کیا کہ ہر چیز بدل گئی۔ جب بھی اسلام آباد جانا ہو، جاوید چوہدری سے ملاقات کی کوشش کرتا ہوں۔ اتنا اچھا انسان ہے، کہ اپنی مصروف ترین زندگی میں سے بھی آپ کے لیے کچھ وقت نکال ہی لیتا ہے۔ ایک وسیع لائبریری کا سالک اور نظم و ضبط کے تحت زندگی گزارنے والا بے مثال انسان۔

اور بہت سے لکھاری ہیں جنکا تذکرہ نہیں کر سکا۔ کیونکہ بہر حال کالم میں تمام اہل فکر اور تمام اہل فن کو سمونہ نہیں جا سکتا۔ بارہ سو الفاظ میں واقعی انصاف نہیں کیا جاسکتا۔ دوبارہ عرض کروں گا کہ آپ کو اس زمانے کے قلم کاروں سے ڈھنی اختلاف کرنے کا بھرپور حق ہے۔ مگر سوچیے کہ اگر یہ فکری فرق نہ ہو تو کتنا بڑا ڈھنی جو دہ جائے۔ سینکڑوں نوری سالوں پر بھی کوئی بڑا لکھاری نہ ملے۔ یہ تنوع ہی سب کچھ ہے۔ یہی تحریر کا حسن ہے اور معاشرے کو بد لئے کا ایک زندہ طریقہ۔ ہمارے ہاں، اپنے لکھاریوں کی تعریف نہ کرنے کی روایت کو توڑتا ہوں۔ یہ عیدان عظیم قلم کاروں کے توسط سے تمام لوگوں کے نام کرتا ہوں۔ میری طرف سے عید مبارک!